خاندان اجتہاد۔۔۔یونسؔ زید پوری کی تاریخوں میں

م۔ر۔عابد

حضرت غفران مآبؒ (۱۱۶۶ھ/ ۱۷۵۳ء—۱۲۳۵ھ/ ۱۸۲۰ء) ایک نمایاں تاریخ ساز شخصیت کا نام ہے۔ وہ ہندوستان کے پہلے مجتہد ہیں جن کی دائمی تقلید پر شیعہ دینی سماجی دھارا مجبور ہو گیا۔ وہ ایک فکری تربیتی انقلاب کے ایسے رہبر کے طور سے ابھرے جن کے آثار سے ہی ہندستانی مسلم فکر کا عمومی اور شیعہ دانشوری کا خصوصی منظر نامہ مرتب ہوتا نظر آتا ہے۔ ایک مخلص وباکمال مربی و مصلح کی طرح ان کی فکری تربیت کی پہلی جولاں گاہ ان کا اپنا گھر ہے جو بڑھ کر 'گھرانہ' ہوا۔(Charity begins at home)۔ یہ ان کے کمال تربیت کو عوام وخواص کا خراج عقیدت ہے کہ ان کا گھرانہ ''خاندان اجتہاد'' کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نام کو کبھی اس خاندان کی جانب سے کسی ندامت کا سامنا کرنا نہیں پڑا کیونکہ یہاں جو بھی ہوا، وہ مجتہد ہوا یا اجتہادی۔

خاندان اجتہاد نے فقہ واجتہاد، اس کے ذیلی شعبوں اور اس سے وابستہ میدانوں میں اپنے نمایاں امتیازی نشان چھوڑے ہیں۔ (لکھنؤ مرحوم کے دو زندہ علمی خاندانوں فرنگی محل اور خاندان اجتہاد کو یہ انفرادی امتیاز واعزاز حاصل ہے کہ ان کے مسلسل ومتواتر اور قابل قدر علمی وادبی خدمات کے مقابلہ میں شاید ہی کوئی خاندان لایا جاسکے۔) ظاہر ہے ایسے نمایاں ونمودار خاندان کی طرف تاریخ گوئی جیسا بیدار اور تیز نظر فن کیسے بے اعتنائی کرسکتا۔ تاریخ گوئی نے بھی اس خاندان کو اپنے انداز میں دیکھا۔



تاریخ گوئی ایک بڑا ہی معنی خیز اور کارآمد فن ہے جو اپنے میں فنون لطیفہ کی ناز آفرینی، حساب وریاضی کی متانت، شعروادب کی چاشنی، صناعی کی لطافت، فکر کا جلال، تخئیل کا جمال۔۔۔۔۔بہت کچھ سمیٹے ہوئے ہے۔ اپنے فروغ وپذیرائی کا اوج کمال دیکھنے کے بعد آج یہ فن کچھ زیادہ ہی ناقدری اور بے اعتنائی کا سامنا کر رہا ہے، لیکن اس کے افادہ واستفادہ سے چشم پوشی کرنا اب بھی عقلمندی کی کوئی نشانی سمجھی نہیں جاسکتی۔ تاریخ گوئی ایسے جزئیات بھی محفوظ کرلے جاتی ہے جنہیں عام تاریخ اکثر وبیشتر دیکھ نہیں پاتی یا دیکھنے کی کوشش نہیں کرتی یا ان کی اندیکھی کر جاتی ہے۔ ان جزئیات کے نادر ذخیرہ کے ساتھ تاریخ گوئی علمی وادبی تحقیق کا آخری سہارا بن جاتی ہے۔



تاریخ گوئی کے جگمگاتے سورجوں میں سید یونس حسین یونسؔ زیدپوری (۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء—۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) بڑا ہی معتبر وقدآور نام ہے۔ وہ بیک وقت مرثیہ نگاری، قصیدہ گوئی اور غزل گوئی کے بھی ممتاز استاد وشاعر

ہیں۔ مرزا دبیرؔ کے ایک مرثیہ گو شاعر سید مونسؔ حسین مصیبؔ زید پوری (م ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) کے بیٹے اور جانشین وخلف دبیرؔ مرزا محمد جعفر اوجؔ (۱۲۶۹ھ/ ۱۸۵۳ء۔۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) اور مولانا علی میاں کاملؔ لکھنوی (۱۲۵۱ھ/ ۱۸۳۱ء— ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۵ء) کے شاگرد یونسؔ کے نام تاریخ گوئی کے بہت سے فنی شاہکار (نظم ونثر) ہیں۔ چند ملاحظہ ہوں:

تاریخ وفات والد خود (مصیبؔ زید پوری):

مغفور ۱۳۲۶ھ

سید شبیر حسن ایڈوکیٹ وفاؔ زید پوری کی تاریخ ولادت:

جہاں میں یہ رجب کی تیرہویں منگل کے دن آیا

۱۳۲۶ھ

سید عابد رضا (جج) کے منصف ہونے کی تاریخ:

عابد رضا منصف

۱۳۳۸ھ

تاریخ وفات مسیح الملک حکیم اجمل خاں دہلوی (مثنوی مولوی معنوی از مولانائے روم کے ایک مصرع سے):

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود

۱۳۴۸ھ

میر انیسؔ کے پوتے سید خورشید حسن عرف دولہا صاحب عروجؔ کی تاریخ وفات:

(مرزا دبیرؔ کی مصنفہ مشہور تاریخ وفات میر انیسؔ سے مستعار) اسی صنعت زُبر بینہ میں:

طور سینا بے کلیم اللہ ومنبر بے عروجؔ

۱۳۴۸ھ

زید پور مولد ومنشا یونسؔ کی ادبی زندگی کا غالب ترین حصہ لکھنؤ میں گزرا (لکھنؤ میں ہی پیوند خاک ہوئے) لیکن ان کی سیر چشمی نے انہیں کلام کی تدوین واشاعت کی فکر نہ کرنے دی۔ امتداد زمانہ کے ہاتھوں جو کلام محفوظ رہ سکا، اس کے 'تاریخی' حصہ میں خاندان اجتہاد بھی کچھ نمایاں اور پُر وقار انداز میں دکھائی دیتا ہے۔ آپ بھی ان میں تاریخ گوئی کے فنی کمال، شعری محاسن اور تاثراتی آہنگ کے ساتھ خاندان اجتہاد کے متعلقہ افراد کی تاریخ گویانہ تصویر ملاحظہ فرمائیں:

۞ سید العلماء (ثانی) مولانا سید محمد ابراہیم مجتہد خلد مکان (۱۰؍جمادی الثانی ۱۲۵۹ھ/ ۹؍جولائی ۱۸۴۳ء ۲۰؍جمادی الاول ۱۳۰۷ھ/ ۱۲؍جنوری ۱۸۹۰ء) بڑے مقتدر وسر برآوردہ علمی ہستی اور قومی رہبر ہیں۔ ممتاز العلماء سید محمد تقی جنت مآب (۱۲۳۴ھ/ ۱۸۰۹ء— ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء) کے خلف الصدق ہیں۔ لکھنؤ کے آصفی امامباڑہ اور ٹیلہ والی مسجد جو ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد قابض انگریز فوج وحکام کے قبضہ میں جا کر اپنے اصلی استعمال سے محروم ہوئے دسیوں سال گزار چکے تھے، ان کی واگزاری انہیں قائد ملت کا کارنامہ ہے۔ ان کے علمی کارناموں میں 'نور الابصار' اور 'تفسیر ینابیع الانوار' اہم ہیں۔ انہیں کے دادا سید العلماء مولانا سید حسین علیین مکان کی تاریخ وفات غالبؔ نے کہی تھی ؎

نماند وماندے اگر زندہ پنج سال دگر

غم حسین علی، سال ماتمش بودے

۱۲۷۳ھ

اٹھارہ سالہ یونسؔ نے ان کی وفات پر کہا:

زیب فردوس سید ابراہیم
مجتہد چوں اب وجد اہل یقین
بے بہا لعل کوہ علم او بود
بہر دریائے فضل در ثمیں
متاثر چوں اقربا اغیار
در فراقش ہمہ ملول وحزیں
بود رکنے برائے کعبہ دیں
حاکمے بود بہر شرع متیں
گفت یونسؔ برائے سال وفات
حیف رحلت نمود رہبر دیں
۱۳۰۷ھ

ابتدائے مشق کی یہ تاریخ 'اخبار المومنین' میں شائع ہوئی۔ اس کے بارے میں یونسؔ کا ایک نوٹ ملتا ہے:

''یہ تاریخ استاذی مولوی علی میاں کاملؔ لکھنوی نے پسند فرمائی اور اس قدر پسند فرمائی کہ دور دور تک ان کی زبان فیض ترجمان سے مشہور ہوئی۔''

خود کاملؔ نے ان کی تاریخ کہی تھی ؎

کعبۂ دیں راچہ رکنے قائمے از پا فتاد
۱۳۰۷ھ

خاندان اجتہاد کے تعلق سے کاملؔ کی متعدد قابل قدر تاریخیں آج بھی علم وفضل کے ایوان کی زینت ہیں۔ انہیں کاملؔ کے والد علامہ سید احمد علی محمد آبادی ہیں جو اپنے استاد حضرت غفران مآب کی مشہور تاریخ وفات کے مصنف ہیں:

ستون دیں بزمیں اوفتاد واویلا
۱۲۳۵ھ

تاریخ گوئی میں اس تاریخ کی گونج بہت دور تک اور بہت دیر تک قائم رہی۔

یہاں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ یونسؔ کے دونوں استاد اوجؔ وکاملؔ مولانا سید ابراہیم موصوف کے والد کے شاگرد ہیں۔

❁ **بحر العلوم مولانا سید محمد حسین عرف علن صاحب مجتہد** (یکم رجب ۱۲۶۷ھ/مئی ۱۸۵۱ء ۲۸/رجب ۱۳۲۵ھ/یکم ستمبر ۱۹۰۷ء جمعہ) ملک العلماء سید بندہ حسین مغفرت مآب (م ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء) کے فرزند ارجمند اور خود بڑے ہی نمودار، بلند پایہ محقق ومجتہد، صاحب طرز خطیب، جامع علوم، ذہین وطباع، فرد فرید ہیں۔ انھوں نے ذاکری میں فکری عناصر داخل کر نکتہ آفرینی کا وہ موڑ دیا جو بعد کی منبری خطابت کی تقدیر ہو گیا۔ ان کے اسی مجتہدانہ طرز ذاکری کی رعایت سے لکھنؤ کے ظرافتی صحافت کے تاریخی نقش 'اودھ پنچ' نے ان کے گھوڑے سے گرنے پر سرخی قائم کی تھی: ''اَلسَّلَامُ عَلَى الْخَدِّ التَّرِيْبِ'' (خاک آلود رخسار پر سلام) جو ایک مشہور زیارت کا فقرہ ہے۔ یونسؔ نے ان کی وفات پر اس طرح تاریخی خراج عقیدت پیش کیا ہے ؎

بجنان رفت رہبر اسلام
۱۳۲۵ھ

کرد رحلت فاضل قدسی سیر
پاک طینت، پاک بیں، پاک اعتقاد
ہادی دیں، قبلۂ اہل یقیں
رہنمائے منزل صدق وسداد
مہربرج اجتہاد ، اہل کمال
افتخار خانماں والا نژاد
ضم بکن لفظ محمد با حسین
تا بماند نام نامی زیب یاد
کلک یونسؔ زد قم تاریخ فوت
حیف گل شد شمع بزم اجتہاد
۱۳۲۵ھ

مادۂ تاریخ میں خاندانی نسبت کی بھی رعایت قابل ملاحظہ ہے۔

❁ **سید محمد کاظم عرف بندہ کاظم جاویدؔ** (۱۲۸۱ھ/۱۸۶۱ء—۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) خاندان اجتہاد کے رکن رکین اور مطلع شعروادب کے خورشید مبیں ہیں۔ سلطان العلماء سید محمد رضوان مآب کے پوتے اور مرثیہ گو شاعر سید محمد جعفر امیدؔ (م ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء) کے فرزند رشید ہیں، خود ممتاز مرثیہ نگار اور صاحب دیوان شاعر ہیں اور اصطفٰی حسین عرف لڈن صاحب خورشیدؔ (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱-۲ء) جیسے نامور استاد کے ارشد تلامذہ ہیں۔ حیات میں ہی ان کا ایک دیوان شائع ہو چکا۔ مولانا سید علی نقی نقوی اور مولانا سید آغا مہدی نے ان کا کلیات مرتب کیا، لیکن غیر مطبوعہ ہی رہا۔ وہ کثیر التلامذہ استاد ہیں۔ ان کے شاگرد میں صفدرؔ مرزا پوری، چھنگا صاحب حسینؔ، نواب باقر علی رازؔ، مجاور حسین تمناؔ اور مرزا کاظم حسین محشرؔ جیسے مسند نشین ادب شامل ہیں۔ ان کی وفات پر یونسؔ کی تاریخ ہے:

بندہ کاظم جاویدؔ مرحوم
۱۳۴۰ھ

یونسؔ کی ایک تحریر کے مطابق یہ تاریخ 'ہمدم' اخبار میں چھپ چکی ہے لیکن اس رسالہ تک یا مذکورہ بالا تاریخ سے متعلق قطعہ تک میری رسائی نہ ہو سکی۔ تاریخ کی صفائی اور سادگی اپنے میں کمال فن کی نشانی ہے۔

❁ **مولانا سید محمد مجتہد** (۱۶رجب ۱۳۱۶ھ/۳۰رنومبر ۱۸۹۸ء—۲۹رذی الحجہ ۱۳۹۴ھ/۱۳رجنوری ۱۹۷۵ء) بھی حضرت غفران مآب کی دختری اولاد میں ہیں۔ اس طرح خاندان اجتہاد میں اضافی نہیں، خونی رشتہ سے، بزم آرا ہیں لیکن ان کا دادیہال بھی ایک معروف علمی خانوادہ (کٹرہ اور کشمیر کی نسبت سے زیادہ مشہور) ہے جو اپنے قابل رشک تقدس، نمایاں علمی ودینی خدمات اور قابل قدر ''سیاست گریزی'' کے سبب اپنے 'ذاتی' امتیاز وشہرت کا مالک رہا ہے۔ اسی لئے خاندان اجتہاد سے سببی واصلی تعلق کم از کم عوامی یادداشت کی حد تک دبا ہوا رہا۔ بہر حال یہ کشمیری اجتہادی ذی فضل وشرف ہستی باقر العلوم مولانا سید محمد باقر مجتہد (۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء-۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸ء) کی روح وجاں ہے، وہ بلند پایہ عالم، عالی وقار مدرس، فاضل فقیہ وتقدس مآب ہیں، اپنے والد کے بعد جامعہ سلطانیہ ومدرسہ سلطان المدارس کے پرنسپل رہے۔ ان کا عقد یونسؔ

کی ایک تاریخ کا موضوع ہے:

سید جلیل مولوی سید محمد کد خدا شد

۱۳۴۰ھ

مولوی سید محمد عالم وزیب جہاں
کد خدا شد از عنایات خدائے انس وجاں
نام نامی پدر چو علم وفضلش ظاہر است
ہادی دیں، مجتہد سید محمد باقر است
پیش کن تاریخ اے یونسؔ تامل خوب نیست
ختم کن شعر وسخن، طول سخن مطلوب نیست
مولوی سید محمد را مع خرد وکلاں
زندہ دارد ایزد حئی ونگہدار جہاں
سال تاریخست روشن ہم چو اوصافش ازین
کد خدا شد با کمال وعالم دین مبیں

۱۳۴۰ھ

باقر العلوم مولانا سید محمد باقر مجتہد (۷ر صفر ۱۲۸۶ھ/ ۳ر مئی ۱۸۶۹ء-۱۶ر شعبان ۱۳۴۶ھ/ ۹ر جنوری ۱۹۲۸ء) اس سلسلہ کی پہلی تاریخ کے ممدوح سید العلماء کے بھانجے ہیں۔ وہ اپنے عہد کے ممتاز ترین عالم وفقیہ ومدرس ہیں۔ ان کے والد مولانا سید ابوالحسن عرف ابو صاحب (۱۲۶۰ھ/ ۱۸۴۴ء — ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء) بڑے مقدس وپرہیز گار عالم ومعلم تھے جو متعدد دینی درسگاہوں کے موسس کے طور سے بھی معروف ہیں۔ باقر العلوم صاحب دیوان شاعر (عربی وفارسی) بھی ہیں۔ وہ عرصہ تک جامعہ سلطانیہ ومدرسہ سلطان المدارس کے پرنسپل رہے۔ کئی بار زیارت سے مشرف ہوئے۔ آخری سانس کربلائے معلیٰ میں لی اور وہیں کی پاک خاک میں اپنی پاکزادی و پاکبازی کی خاک بھی ملا دی۔ ان کی وفات پر حامدؔ جونپوری نے مرثیہ کہا ؎

ثنائے علم سے روشن ہے آسمان سخن

ہندوستان میں ان کی سوگواری کا جوش وانداز کچھ اتنا منفرد تھا کہ شاعر چیخ اٹھتا ہے ؎

خامس آل عبا کے غم میں جو مخصوص تھا
عالم دیں کے لئے کیوں اس کا چربا کیجئے
جعفری مذہب میں رہئے اور رکھئے اعتدال
جوش میں اک باقری مذہب نہ پیدا کیجئے

ظریفؔ لکھنوی

خیر یونسؔ کے مورخ قلم نے لکھا ؎

کرد رحلت ز جہاں آہ محمد باقر
طرف ملک بقا مجلسی عہد ربرفت
خاکش از خاک شفا بود کشیدش ازہند
جانب کرب وبلا مجلسی عہد برفت
نقد جاں بر کف اخلاص زراہ عرفان
پیش شاہ شہدا مجلسی عہد برفت
در غریب الوطنی سمت گلستان جنان
رہبر وراہ رضا مجلسی عہد برفت
زد رقم خامہ یونسؔ پئے تاریخ وفات
حیف از دار فنا مجلسی عہد برفت

۱۳۴۶ھ

اے باقر العلوم مجازی حقیقتاً
ہر اہل علم وفضل نشانت نمی رسد
قرب حسین علیہ السلام یا فتی اے دوراز وطن
بخت ہمہ ببخت جوانت نمی رسد
اے کربلا مزار جنان تو کربلا
عرش بریں باوج مکانت نمی رسد
تسکین خاطرست ز تکرار قافیہ
یونسؔ زہند تا بجنانت نمی رسد
خم ساختہ سر ادب از دور خواند ایں
در حسن آن جناں بجنانت نمی رسد
۱۳۴۷-۱=۱۳۴۶ھ

✿ قدوۃ العلماء مولانا سید آقا حسن مجتہد (۲۲ربیع الاول ۱۲۸۲ھ/ اگست ۱۸۹۵ء۔ ۷ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ/ ۱۲ستمبر ۱۹۲۹ء) خلف الصدق مولانا سید کلب عابد جائسی نہایت بلند وبالا اور ہشت پہلو شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ ایک ذی وقار مجتہد بھی ہیں اور خوش فکر مدبر بھی، وہ ذیشان مدرس بھی ہیں اور بیدار مغز رہبر قوم وملت بھی۔ وہ عوام وخواص میں یکساں محترم ومقبول رہے۔ ان کا سانحہ ارتحال قومی وملی وملکی حادثہ تھا جس پر قلم نے بے مثال طرح سے آنسو بہائے۔ متعدد شعراء نے نظم اور تاریخیں کہیں، قلم وقرطاس نے نوحہ کیا۔ یونسؔ نے اپنے طور سے تاثرات کو تاریخ گوئی کی شکل دی:

با کمالے گفت وخیلے خوب گفت وراست گفت
ہر کمالے را زوال وہر بہارے را خزاں
کس نماند تا ابد جز خالق موت وحیات
رفت ہم یوسف علیہ السلام ز عالم ہم رواں شد کارواں
ہر کہ آمد از عدم بازش اجل آں جابرو
می رود بالاخر از مہمان سرا ہر میہمان
اہل عرفان، عالم دیں ، مولوی آقا حسن
راہی خلد بریں شد از گلستان جہاں
بگذراز شرح محاسن مختصر بشنوز من
حسن خلق او عیاں، حسن سلوک او نہاں
پیرو آل محمدؐ، خضر راہ معرفت
حاکم شرع نبیؐ، محکوم رب انس وجاں
خامہ یونسؔ رقم زد از پئے تاریخ فوت
رہبر دیں مولوی آقا حسن جنت مکاں
۱۳۴۸ھ

چون از دار فانی بدار النعیم
رواں شد سمی امام حسنؑ
شدند از وفاتش ہمہ مومنین
گرفتار آلام ورنج ومحن
ز فوتش در اسلام شد نلمۂ
کہ مسند نہ گردد بمر زمن
پس از رحلت سید ما دگر
ازو صدمہ شد تازہ زخم کہن
ز جائش چو پرسیدم از واقفاں
بگفتند بالاتفاق این سخن
حسن است امروز نزد حسینؑ
بقصر رفیع ومکان حسن
مشرف بفضل۔۔۔عظیم
بفردوس از زورۃ پنجتن

پئے ضبط سالش بگو، و در جناں
حسن شد رفیق وندیم حسن
۱۳۴۰ھ

❁ **ممتاز العلماء مولانا سید ابوالحسن عرف منن صاحب مجتہد** (۲۸/صفر ۱۲۹۸ھ/ ۱۶/جنوری ۱۸۸۱ء — ۲۹/ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ/ ۱۳/فروری ۱۹۱۷ء) سید العلماء مولانا سید ابراہیم کے باکمال فرزند ہیں، ممتاز عالم، عالی قدر مجتہد ہیں، انھوں نے مدرسہ ناظمیہ، لکھنؤ اور مدرسہ الواعظین، لکھنؤ میں مسند تدریس کو رونق بخشا، پھر موخر الذکر ادارہ میں مدرس اعلیٰ ہوئے۔ بڑی ہی خاموشی ومتانت سے علم ودین کی خدمت میں مصروف رہے، سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی انہیں کے فخر اب وجد فرزند ہیں۔ مولانا سید مرتضیٰ نقوی، مولانا سید باقر نقوی، مولانا کاظم نقوی اور مولانا سید عبدالحسن ان کے دوسرے بیٹے ہیں۔ ان کی وفات پر یونسؔ کا کلک تاریخ رقم خاموش کیسے رہتا ہے ؎

ظاہر است وروشن است از روئے عقل ونقل ایں
کس نماند درجہاں جز خالق ہر دو جہاں
عالمے مرد... عالمے رحلت نمود
جاں گزا امر ہست رنج ایں برائے عارفاں
این کہ ز ارباب نظر پنہاں شدہ از چشم ما
نور عین عالم بے مثل فردوس آشیاں
سید ابراہم رکن کعبہ دیں، باصفا
دلربا ئسش رفت نزد او بگلزار جناں
اسمش ا زکنیت مولا علی علیہ السلام بر ما جلی
چوں بزرگان نامی وممتاز از ابنائے زماں
حامئ دیں، یادگار خاندان اجتہاد
عالم ابن اعلم، از ارباب عرفاں بے گماں
کلک یونسؔ از پئے تاریخ این مصرع نوشت
عالم قدسی نژاد و رہبر جنت مکاں
۱۳۵۵ھ

❁ **ہادی الملت مولانا سید محمد ہادی مجتہد** (۲/ذیقعدہ ۱۲۹۱ھ/ ۱۲/دسمبر ۱۸۷۴ء یکم صفر ۱۳۵۷ھ/ ۲/اپریل ۱۹۳۸ء) باقر العلوم کے چھوٹے بھائی، جید عالم اور فاضل مدرس ہیں۔ حکمت وفقہ میں کئی غیر مطبوعہ کتابوں کے مصنف، بڑے باوقار متقی پرہیزگار وعبادت گذار ہیں۔ مدرسہ سلطان المدارس وجامعہ سلطانیہ لکھنؤ کے نائب صدر مدرس اور قائم مقام صدر مدرس رہے۔ ان کے بڑے صاحبزادے مولانا سید احمد خطابت کے منفرد مخصوص ستون، منجھلے مولانا سید حسن مجتہد فقہ میں نمودار اور فرزند اصغر مولانا سید محمد حسین فقیہانہ وقار کے نمونہ ہوئے۔ سید ہادی موصوف نے بھی اپنے برادر بزرگ کی طرح کربلائے معلیٰ سے جنت کا سفر کیا۔ یونسؔ کی تاریخ دیکھئے ؎

بارم زکربلا ہادی ومومنے برفت
۱۳۵۷ھ

با خدا سید محمد ھادی اہل علم وفضل
در جناں از فضل رب ذو الکرم رفت از نجف
پیش ختم المرسلیںؐ، نزد امیر المومنیں علیہ السلام
عالم ابن اعلم قدسی شیم رفت از نجف

روز یکشنبہ یکم ماہ صفر وقت سحر
نزد خاصان خدا عالی ہمم رفت از نجف
پییش آبائے جلیل القدر خلد آرام گاہ
ذی کمال وذی وقار وذی حشم رفت از نجف
در غم شبیرعلیہ السلام گریہ کرد تا نزع رواں
جانب دار بقا با چشم نم رفت از نجف
خامۂ یونسؔ رقم زد بہر تاریخ وفات
صالح وھادی دیں سوے ارم رفت از نجف
۱۳۵۷ھ

❁ **عمدۃ العلماء مولانا سید کلب حسین عرف کبن صاحب مجتہد** (۶؍شعبان ۱۳۱۱ھ/فروری ۱۸۹۳ء— جمادی الاول ۱۳۸۳ھ/ ۶؍نومبر ۱۹۶۳ء) قدوۃ العلماء مولانا آقا حسن کے فرزند نامدار ہیں۔ عالمانہ وقار اور سماجی احترام کے مالک ہیں، جن کی دینی بصیرت اور ملی زعامت پر دنیا کو اعتبار تھا۔ان کی ٹکسالی زبان کی شیریں بیاں خطابت منفرد تھی جو انہیں پر ختم تھی۔ وہ مجلس شام غریباں کے بانی ذاکر ہی نہیں شام غریباں کے اصطلاح ساز بھی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہندو مسلمان خاص وعام میں ان کی ہر دل عزیزی اور مقبولیت کا گراف اتنا اونچا تھا جس تک بڑے بڑے قومی لیڈر بھی پہنچ نہیں سکتے۔

انھوں نے نواب علی جان، 'جنان آرام گاہ' کے ولی کی حیثیت سے ایک کنویں کی تعمیر کرائی تھی جس کی تاریخی عکس بندی یونسؔ نے کی:

این زمین است از علی جان جناں آرام گاہ
عالم دین را ولی نواب حق آگاہ ساخت
نام عالم مصرع تاریخ ظاہر می کند
خوش سبیل آب شیریں بہر خلق اللہ ساخت
مصرع تاریخ یونسؔ ز آب زر باید نوشت
نیک وکامل مجتہد کلب حسین این چاہ ساخت
۱۹۴۰ھ

❁ تحریک یادگار حسینی کے بانی مبانی، میرے علم ویقیں میں، خاندان اجتہاد کے ایک ہونہار سپوت کے 'چکنے چکنے پات' کے پر عزم اقدام ہیں۔ ابھرتے ہوئے جواں عالم وخطیب، سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی عرف نقن صاحب (۲۴؍رجب ۱۳۲۴ھ/ستمبر ۱۹۰۵ء— یکم شوال ۱۴۰۸ھ/ ۱۸؍مئی ۱۹۸۸ء) نے عالم انسانیت کو کربلا جیسے تاریخ ساز اور اثر انداز واقعہ (جس کے دینی، سماجی انسانی، انسانیتی اور انسانیاتی اثر آفرینی کے آگے دنیا کا سر تسلیم خم ہے) کے تیرہ سو (قمری) سال پورے ہونے کی یادگار منانے کی تحریک کی اور کامیاب سرانجامی کی کامران قیادت بھی کی۔ اس ضمن مین پیغام حسینی کو (دینی سمجھے جانے والی) چاردیواری سے نکال کر عالم گیری کی عام انسانی فضاؤں کے حوالے کر کربلا سے متاثر عالمی انسانی درد کولب گویا دے دیا۔ ایک طرف اس یادگار کو اس وقت کے غیر منقسم ہندوستان کے کونے کونے میں 'حسین ڈے' کے بین الاقوامی جلسوں کی شکل میں منایا گیا جس میں شرکت وشراکت کئی عنوان سے یادگار رہی، تو دوسری طرف یادگار کو

'ابدی' جامۂ تعمیرات کی صورت قائم کیا گیا۔ اسی تعمیری یادگار کے کچھ نشانیوں کو یونسؔ کی تاریخ گوئی نے محفوظ کیا ؎

زید پور میں بننے والی ایک مسجد بیادگار حسینی کی تاریخ:

حسین آخر مین پہلے ہے رِفاہِ اُل نام سید میں
بنائی مسجد افتادہ، ظاہر جس کی رونق ہے
ہوئی تاریخ بھی از روئے الہام اچھی اے یونسؔ
وہ کیا؟ وہ یہ "حسینی یادگار اور خانہ حق ہے"
۱۳۶۱ھ

اسی طرح ایک اور یادگار راجہ مسعود الحسن اور محمد حسن کے ذریعہ کہیں بنائی گئی، اس کی تاریخ:

این حسینی یادگار از راجہ مسعود الحسن
ہم شریک او عزیز او سعید وانتخاب
آشکارا نام نامی از محمد وز حسن
ہمچو مسعود الحسن قدسی سیر عالی جناب
اجر این تعمیر قصر خلد قرب اہلبیت علیہم السلام
لطف وفضل خالق کون ومکان روز حساب
بانیاں این بنا ہمچوں اب وجد روز وشب
صرف ومشغول امور خیر وتحصیل ثواب
یادگار از یونسؔ این تاریخ ہمچوں یادگار
یادگار ہادی حق نور عین بوتراب
۱۳۶۱ھ

یونسؔ کی تاریخوں میں اسی یادگار سنہ میں بنے کچھ اور امامباڑوں کی تاریخیں ملتی ہیں لیکن متعلقہ نظموں میں اس یادگاری کا حوالہ نہیں ملتا ہے لہٰذا یہاں انہیں دینے سے گریز کیا گیا۔

❁ **سید العلماء مولانا سید علی نقی موصوف سے متعلق ایک** کنویں (حسینہ جنت مآب سے متصل مسجد میں) کی تاریخ ہے:

از بہر وضو وغسل ارباب صفا
دریا دلے این سبیل بنموابے واہ
مسرور شدہ علی نقی قلزم علم
ہادی سبیل آخرت عبد اللہ
یونسؔ بر جستہ گفت ہجری تاریخ
زوار حسین کردہ تعمیر این چاہ
۱۳۶۱ھ

اس کنویں کو زوار حسین فرزند راحت حسین علی مالک کمپنی بوٹ ہاؤس، امین آباد، لکھنؤ نے بنوایا۔ ممکن ہے اس کی تعمیر میں یادگار حسینی کی رعایت مدنظر ہو۔ ''مسرور شدہ۔۔۔۔۔'' سے عندیہ ملتا ہے اس کی تحریک وترغیب میں مولانا موصوف سے متعلق ہوگی۔

یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ ایک جوان عالم کو ''قلزم علم'' اور ہادی سبیل آخرت'' کہا گیا ہے۔ تقریباً ستر برس کے بزرگ ذی علم تاریخ گو کے ان کلموں کو محض شاعرانہ رعایت پر محمول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یونسؔ کے لئے مشہور تھا کہ بھرتی کے الفاظ نہیں لاتے، خود انھوں نے کچھ اسی طرف اشارہ بھی کیا ؎

شعر کیا لفظوں کا مجموعۂ موزوں یونسؔ
لفظ کا رکھنا محل پر یہی استادی ہے

یعنی یونسؔ کے مذکورہ القاب نما اوصاف بے محل اور ناموزوں نہیں بلکہ کچھ دیکھ سمجھ کر ہی استعمال کئے ہیں۔ اس وقت کی بات کا پتہ نہیں لیکن بعد کو تو دنیا نے "قلزم علم" کا اعتراف کیا۔

❁ **صفوۃ العلماء مولانا سید کلب عابد مجتہد** (یکم جمادی الاول ۱۳۴۱ھ/ ۱۶رجنوری ۱۹۲۳ء — ۱۶رربیع الثانی ۱۴۰۷ھ/ ۱۳ردسمبر ۱۹۸۶ء) عمدۃ العلماء مولانا سید کلب حسین کے فرزند صالح، ممتاز عالم، عالی رتبہ خطیب وواعظ، بلند وقار معلم وماہر تعلیم اور سب سے بڑھ کر منکسر المزاج 'انسان' ہیں جنہیں ہر مکتب خیال کا عزت واحترام حاصل تھا۔ جامعہ سلطانیہ لکھنؤ مین مدرس رہنے کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں صدر شعبہ دینیات کی حیثیت سے بزم علم وتحقیق کے صدر نشین ہوئے۔ الہ آباد کے قریب ایک دردناک سڑک حادثہ میں انتقال کیا۔ جنازہ لکھنؤ آیا۔ لاکھوں سوگواروں نے مشایعت جنازہ کی اور اشکبار آنکھوں سے حسینۂ غفران مآب میں دفن کیا۔

موصوف کے عقد کی تاریخ یونسؔ نے نظم کی ؎

کلب عابد دلربائے مجتہد کلب حسین
کد خدا گردید از فضل خدائے انس وجاں
جد سید کلب صادق یا دمی آید مرا
رہبر دیں مولوی آقا حسن جنت مکان
درجہاں بودے اگر امروز آن ہادی دیں
شاد گشتے شکر حق بنمودے بیش از ہمگنان
خویش را دیدے اگر، بسیار گشتے شادماں
مجتہد سید محمد باقر خلد آشیاں
زندہ بادا شوہر وہمخوابہ بیدار بخت
کبریا سر سبز دارد در گلستان جہاں
پیش کن تاریخ عقدای یونسؔ تاریخ گو
کد خدا شد کلب عابد عبد حق دانا جواں
۱۳۶۱ھ

اس نظم میں رہبر دیں مولوی آقا حسن جنت مکان، مولانا آقا حسن کی وفات پر یونسؔ کی تصنیف کی ہوئی نظم کا یادگار مادۂ تاریخ ہے۔



اوپر دی ہوئی تاریخیں بظاہر انفرادی وشخصی تعلق سے ہیں لیکن ان کے مجموعی مطالعہ سے خاندانی خصوصیات کا پتہ لگانا بہت آسان ہے۔ ان تاریخوں کی دوربین سے خاندان اجتہاد کا (بڑی حد تک) واضح مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یونسؔ اپنے شاعرانہ مبالغہ، مدحیہ تخیل آفرینی، اور تقریظانہ توصیف میں بھی حقیقت کو ابھارنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ ان کی شاعرانہ چلمن سے حقیقت پسندی اور حفظ اقدار ومراتب کا جلوہ صاف طور سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس طرح یہ تاریخیں محض سنہ کی یادداشت، سے بڑھ کر ایک تاریخی دستاویز کی صورت ہیں۔

